فاطمہ، ماں کی خالی جگہ

<"xml encoding="UTF-8?>

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے اپنے بچپن سے لیکر شہادت تک کی مختصر زندگی کس طرح بسر کی ہے؟

اپنی شادی سے قبل کہ جب وہ ایک چھوٹی سے لڑکی تھیں تو انھوں نے نور و رحمت کے پیغمبر، دنیائے نور کو متعارف کرانے والی عظیم شخصیت اور عظیم عالمی انقلاب کے رہبر و مدیر کے ساتھ کہ جن کا انقلاب تاقیامت باقی رہے گا کہ جس دن سے اُنھوں نے اس پرچم توحید کو بلند کیا، حضرت زہرا علیہا السلام نے ایسا برتاو کیا کہ اُن کی کنیت ”اُمّ اَبِیھَا“ ، ”اپنے والد کی ماں “رکھی گئی۔یہ تھی اُن کی خدمت ،کام، محنت و مشقت اور جدوجہد۔ بغیر کسی وجہ کے تو اُن کو ”اُمّ اَبِیھَا“ نہیں کہا جاتا ہے۔ خواہ وہ مکے کے شب و روز ہوں یا شعب ابی طالب ؑکے اقتصادی و معاشی محاصر ے کے سخت ترین دن و رات یا وہ وقت کہ جب آپ کی والدہ حضرت خدیجہ، رسول اکرمہ کو تنہا چھوڑ گئیں اور پیغمبرہ کے قلب مبارک کو مختصر عرصے میں دو صدمے اٹھانے پڑے ، یعنی حضرت خدیجہ اور حضرت ابوطالب ؑ کی پے در پے وفات۔ ایسے کڑے و مشکل وقت میں حضرت زہرا علیہا السلام آگے بڑھیںاور اپنے ننھے ہاتھوں سے رسول اکرمہ کے چہرہ مبارک پر پڑئے ہوئے غم و اندوہ کے گرد وغبار کو صاف کیا اور اپنے والد کی تسلی کا سبب بنیں۔ حضرت زہرا علیہا السلام کی جدوجہد یہاں سے شروع ہوئی۔ آپ دیکھئے کہ حضرت زہرا علیہا السلام کی شخصیت اور جدوجہد کا یہ بحر بیکراں کتنا عظیم ہے!

طلوع اسلام کے بعد علی و فاطمہ علیہا السلام کی خدمات

اس کے بعد اسلام کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اور اس کے بعد آپ حضرت علی مرتضی ؑسے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجاتی ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب ؑ ایک فداکار اورانقلابی رضاکار کا مصداق کامل ہیں۔یعنی اُن کا پور ا وجود اسلام کی تبلیغ اور اُسے مضبوط بنانے اور خدا اور رسولہ کی خوشنودی و رضا کے حصول کیلئے وقف تھا۔حضرت امیر المومنین ؑ نے اپنی ذات کیلئے کوئی سرمایہ نہیں چھوڑا۔ حضرت ختمی مرتبت کی حیات مبارکہ کے آخری دس سالومیں امیر المومنین نے جو کام بھی انجام دیا وہ صرف اسلام کی پیشرفت کیلئے تھا۔
یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت زہرا علیہا السلام ، امیرالمومنین اور اُن کے بچے کئی کئی دن بھوکے رہتے تھے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس جو کچھ تھا وہ سب راہ خدا میں نئے مسلمان ہونے والوں کیلئے وقف کردیا تھا ۔ ورنہ تو اگر یہ جوان تجارت اور کمانے کی فکر کرتا تو سب لوگوں سے زیادہ کماسکتا تھا۔ یہ وہی علی ؑ ہیں کہ جو آنے والے زمانے میں کنویں کھودتے تھے اور جب پانی تیزی سے ابلنے لگتا تو باہر تشریف لاتے اور مٹیالے پانی میں آلودہ اپنے ہاتھ و پیر کو دھوئے بغیر بیٹھ کر کنویں کو وقف کرنے کا حکم تحریر فرماتے۔ امیر المومنین ؑ نے اس قسم کے کام بہت زیادہ انجام دیئے ہیں، کتنے ہی نخلستانوں کو آپ نے خود آباد و سرسبز و شاداب بنا یاہے، یہ وہی مدینہ ہے تو امیر المومنین اس مدینے میں بھوکے کیوں رہیں؟ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت

فاطمہ علیہا السلام خدمت رسول اکرم ہ میں تشریف لے گئیں تو فاقوں کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہوگیا تھا۔
جب حضرت ختمی مرتبتہ نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی اس حالت کا مشاہدہ کیا تو اُن کا دل بہت بیقرار ہوا اور انہوں نے حضرت زہرا علیہا السلام کیلئے دعا کی۔
حضرت امیرالمومنین ؑ کی تمام جدوجہد کا ہدف، خوشنودی خدا کا حصول اور اسلام کی پیشرفت تھی، انہوں نے اپنے لیے کوئی ایک کام بھی انجام نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک رضاکار کا مصداق کامل ہیں۔میں علی و فاطمہ علیہا السلام کے نام نامی سے منسوب اس ملک کے تمام رضاکاروں (بسیجیوں) کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ؑ کو اپنے لیے اسوئہ عمل قراردیں۔ اس لیے کہ پوری دنیا میں مسلمان رضاکاروں کیلئے سب سے بہترین اور بزرگترین اسوہ، حضرت علی ابن ابی طالب ؑہیں۔

علی سے شادی کیلئے خدا کاانتخاب

حضرت زہرا علیہا السلام سے شادی کے بہت سے طلبگار تھے ۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اس لئے کہ آپ عالم اسلام کے عظیم رہبر اور حاکم ِوقت کی صاحبزادی تھیں۔ رشتے کے طلبگاروں میں بڑے بڑے افراد، صاحب مقام و حیثیت اور ثروت مند افراد شامل تھے۔ لیکن حضرت زہرا علیہا السلام نے راہِ الٰہی میں اپنی پوری دنیا کو وقف کردینے والے پاکیزہ نوجوان ، جو ہمیشہ میدان جنگ کا شہسوار تھا، کا انتخاب کیا۔ یعنی یہ انتخاب خدا نے کیا تھا اور وہ بھی خدا کے انتخاب سے راضی اور خوشحال تھیں۔
رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد حضرت زہرا علیہا السلام نے حضرت علی کے ساتھ اس طرح زندگی بسر کی کہ امیر المومنین ؑاُن سے پوری طرح سے راضی تھے۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں حضرت زہرا علیہا السلام نے حضرت علی ؑ سے جو الفاظ اد اکیے وہ اسی چیز کی عکاسی کرتے ہیں کہ میں آج عید کے دن اُن (مصائب کے) جملوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ انہوں نے صبر سے کام لیا، بچوں کی صحیح تربیت کی اور ولایت کے دفاع کیلئے تن من دھن ،سب کچھ قربان کردیا۔ اس راہ میں تما صعوبتوں کو برداشت کیا اور اُس کے بعد خندہ پیشانی سے شہادت کااستقبال کیا او ر اُسے خوشی خوشی گلے لگایا ۔